نوٹ:
سوال نم
سوال نم
سوال نم
سوال نم

سوال نم

ANS 01

نماز کی متعدد سنتیں ہیں، جن میں سے کچھ قولی [زبانی]ہیں، اور کچھ فعلی ہیں۔
نماز میں سنتوں سے مراد: ہر وہ کام ہے جو رکن یا واجب نہیں ہے۔
چنانچہ کچھ فقہائے کرام نے نماز کی قولی سنتوں کی تعداد سترہ (17) اور فعلی سنتوں کی تعداد پچپن (55) بتلائی ہے۔
نماز کسی بھی سنت کے ترک کرنے سے باطل نہیں ہوتی، چاہے جان بوجھ کر ترک کرے، جبکہ ارکان اور واجبات کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔
*رکن اور واجب میں فرق یہ ہے کہ : رکن عمداً یا بھول جانے سے بھی ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسے ادا کرنا ضروری ہے۔
*جبکہ واجب بھول جانے سے ساقط ہوجاتا ہے، اور سجدہ سہو کے ذریعے اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔
یہاں یہ بات بھی مناسب ہے کہ ہم نماز کے ارکان، اور واجبات ذکر کریں، اور اسکے بعد کچھ سنتیں بیان کریں، جس کیلئے ہم "دلیل الطالب" کتاب پر اعتماد رکرینگے، یہ کتاب فقہائے حنابلہ کی مختصر اور مشہور کتاب ہے:
اول: نماز کے ارکان، چودہ ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:
1- فرض نماز کے دوران قیام کی استطاعت رکھنے والے پر قیام کرنا۔
2- تکبیرِ تحریمہ یعنی "اللہ اکبر "کہنا۔
3- سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا۔
4- رکوع کرنا، رکوع کی کم از کم حالت یہ ہے کہ جھک کر اپنے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے، اور کامل رکوع یہ ہے کہ جھکتے ہوئے کمر کو سر کے برابر سیدھی کرے۔
5- رکوع سے اٹھنا۔

6- رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہونا۔

7- سجدہ کرنا، کامل ترین سجدہ یہ ہے کہ پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدموں کی انگلیوں کے کنارے سجدہ کی جگہ پر اچھی طرح رکھے جائیں، اور کم از کم سجدہ یہ ہے کہ ہر عضو کا کچھ نہ کچھ حصہ زمین پر ضرور رکھا جائے۔

8- سجدہ اٹھنا۔

9- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، جیسے بھی بیٹھے کفایت تو کر جائے گا، لیکن اس کیلئے سنت یہ ہے کہ اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اسکے اوپر بیٹھے، اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرکے قبلہ رخ کرے۔

10- پوری نماز میں اطمینان ، یعنی ہر فعلی رکن کو سکون کیساتھ ادا کرنا۔

11- آخری تشہد پڑھنا۔

12- تشہد اور دونوں طرف سلام کیلئے بیٹھنا۔

13- دونوں طرف سلام پھیرنا، سلام سے مراد یہ ہے کہ دو بار "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنا، نفل اور نمازِ جنازہ میں ایک سلام بھی کفایت کرجائے گا۔

14- مذکورہ بالا ارکان میں ترتیب کا خیال کرنا، جیسے کہ اوپر بیان ہوئی ہیں، چنانچہ اگر کوئی رکوع سے قبل جان بوجھ کر سجدہ کر لے تو نماز باطل ہوجائے گی، اور اگر بھول کر سجدہ کر لے تو واپس جا کر پہلے رکوع کرے، اور بعد میں سجدہ کریگا۔

دوم:

نماز کے آٹھ واجبات ہیں، جوکہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر تکبیرات۔

2- امام اور منفرد کا " سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہنا۔

3- " رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہنا۔

4- رکوع میں ایک بار " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم " کہنا۔

5- سجدہ میں ایک بار " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" کہنا۔

6- دو سجدوں کے درمیان " رَبِّ اغْفِرْ لِيْ" کہنا۔

7- پہلا تشہد پڑھنا ۔

8- پہلا تشہد بیٹھنا ۔

سوم:

نماز کی زبان سے ادا ہونے والی سنتیں گیارہ ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- تکبیرِ تحریمہ کے بعد دعائے استفتاح پڑھنا: " سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالَى جَدُّكَ ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ "

2- تعوذ پڑھنا۔

3- بسم اللہ پڑھنا۔

4- آمین کہنا۔

5- سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت پڑھنا۔

6- امام کا جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنا۔

7- مقتدی کے علاوہ دیگر [یعنی :امام اور منفرد]نمازیوں کا " سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کے بعد: " مِلْءَ السَّمَاوَاتِ ، وَمِلْءَ الْأَرْضِ ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ " کہنا، (ان الفاظ کے کہنے کے بارے میں صحیح موقف یہی ہے کہ مقتدی کیلئے بھی سنت ہے)

8- رکوع کی ایک سے زائد تسبیحات، یعنی دوسری ، تیسری اور اسکے بعد والی تسبیحات سنت ہیں۔

9- سجدے کی ایک سے زائد تسبیحات۔

10- دو سجدوں کے درمیان ایک سے زائد بار " رَبِّ اغْفِرْ لِيْ"پڑھنا۔

11- آخری تشہد میں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ، اور برکت کی دعا کرنا، اور اسکے بعد دعا مانگنا۔

چہارم:

فعلی سنتیں، جنہیں کیفیات بھی کہا جاتا ہے۔

1- تکبیرِ تحریمہ کیساتھ رفع الیدین کرنا۔

2- رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کرنا۔

3- رکوع سے اٹھنے وقت رفع الیدین کرنا۔

4- رفع الیدین کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو چھوڑنا۔

5- دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔

6- اپنی نظریں سجدہ کی جگہ رکھنا۔

7- قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنا۔

8- رکوع کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر گھٹنے کو پکڑنا، اور کمر کو سیدھا کرتے ہوئے سر کو کمر کے برابر رکھنا۔

9- اعضائے سجدہ کو براہِ راست زمین پر لگانا، اور سجدہ کی جگہ کو چھونا، گھٹنوں کو براہِ راست زمین پر لگانا مکروہ ہے۔ [براہِ راست لگانے سے مراد یہ ہے کہ درمیان میں کپڑا بھی حائل نہ ہو، اسی لئے گھٹنے کو ننگا کرنا مکروہ کہا گیا ہے۔ مترجم]

10- [سجدہ کی حالت میں] بازؤوں کو پہلؤوں سے ، پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے، اور دونوں گھٹنوں میں فاصلہ رکھنا، دونوں قدموں کو کھڑا رکھنا، دونوں قدموں کی انگلیوں کے اندرونی حصہ کو زمین پر لگانا، دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر انگلیاں ملا کر رکھنا۔

11- دونوں سجدوں کے درمیان ، اور پہلے تشہد میں بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھنا، اور دوسرے تشہد میں تورّک [بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے سے آگے نکال کر بیٹھنا] ۔

12- دوسجدوں کے درمیاں بیٹھتے ہوئے اپنی ہتھیلیوں کو ران پر انگلیاں ملا کر رکھنا، اسی طرح تشہد میں بھی، جبکہ تشہد میں دائیں ہاتھ کی چھنگلی، اور چوتھی انگلی کو بند کرکے، درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ذریعے حلقہ بنائے، اور شہادت والی انگلی سے ذکرِ الہی کے وقت اشارہ کرے۔

13- سلام پھیرتے ہوئے دائیں بائیں منہ پھیرنا۔

بعض اشیاء میں فقہائے کرام کے ہاں اختلاف بھی پایا جاسکتا ہے، چنانچہ بسا اوقات کسی کے ہاں کوئی عمل واجب ہے تو دیگر فقہائے کرام کے ہاں وہ عمل مسنون بھی ہوسکتا ہے، ان باتوں کی مکمل تفصیلات فقہی کتب میں موجود ہیں۔

ANS 02

نماز مکروہ تحریمی

(۱)کپڑے یا داڑھی یا بدن سے کھیلنا (۲) کپڑا سمیٹنا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن اٹھا لینا یا پاجامہ کے پائنچوں کو اٹھالینا (۳)کپڑا لنکانا مثلاً سر یا مونڈھوں پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یا کرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی اور اگر چادر وغیرہ کا ایک کنارہ دوسرے مونڈے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں۔ (۴)کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی رکھنا (۵)پاخانہ پیشاب کی شدید حاجت یا غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا (۶)بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا (۷)کنکریاں ہٹنا، ہاں اگر سنت کے مطابق سجد ہ نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے۔ (۸)انگلیاں چٹکانا (۹)انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (۱۰) کمر پر ہاتھ رکھنا (۱۱) ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا (۱۲)نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا (۱۳)تشہد یا سجدوں کے درمیان کتے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینے سے لگا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سر ین کے بل بیٹھنا (۱۴)مرد کا سجھدہ میں کلائیوں کو بچھانا (۱۵)کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا (۱۶)کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو (۱۷)پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو یعنی سر کھلا رہے (۱۸)ناک اور منہ کو چھپانا (۱۹) بے ضرورت کھنکار نکالنا(۲۰) بالقصد جماہی لینا (۲۱)جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا (۲۲)ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ نمازی کے سر پر یا سامنے دائیں بائیں یا پس پشت تصویر ہو، ہاں اگر تصرے کسی پہاڑ، دریا وغیرہ کی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (۲۳)کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا اور قومہ اور

جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلاجانا (۲۴) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا (۲۵)رکوع میں قرات ختم کرنا (۲۶)امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سراٹھانا (۲۷)صرف پاجامہ یا تہ بند پہن کر نماز پڑھنا جبکہ کرتا یا چار درموجود ہے اور اگر دوسرا کپڑا نہیں تو معافی ہے۔ (۲۸)امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا جبکہ اسے پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مد نظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدرایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں (۲۹)جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کہ صف میںداخل ہونا (۳۰)غصب کی ہوئی زمین یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا (۳۱) قبر کا نمازی کے سامنے ہونا جبکہ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو اور قبر اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو کرئی کراہت نہیں (۳۲) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا بلکہ ان میںجانا بھی ممنوع ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں۔ (۳۳)الٹاکپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا (۳۴) انگر کھے کے بند نہ باندھنا (۳۵)اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا جبکہ نیچے کرتا وغیرہ نہ ہو اور سینہ کھلا رہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

نماز مکروہ تنزیہی

(۱) سجدہ یار کوع میں بلاضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، ہاں اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھایا لیا تو امام کا ساتھ دے۔ (۲) کام کاج کے میلے کچیلے کپڑوں سے نماز پڑھنا جبکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں (۳) سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا اور خشوع و خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی تو مستحب ہے مگر بہتر یہ ہے کہ تنہائی میںایسا کرے تاکہ ناواقف مسلمان اسے اس حالت میں نہ دیکھیں اور یہ خود ریا سے محفوظ رہے۔ (۴) پیشانی سے خاک وغیرہ چھڑانا، ہاں اگر تکلیف دہ ہونا یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیںاور نماز کے بعد چھڑا دینا چاہیے، تاکہ ریا نہ رہے۔ (۵)نماز میں انگلیوں پر آیتوں یا تسبیحات وغیرہ کو گننا، نماز فرض ہو خواہ نفل (۶)ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا (۷)نماز میں بغیر عذر چار زانو یعنی پالتی مارکر بیٹھنا (۸)انگڑائی لینا (۹)بالقصد کھانسنا یا کھنکار نا (۱۰)منفرد کو صف میں کھڑا ہونا (۱۱)مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا جبکہ صف میں جگہ موجود ہو ورنہ حرج نہیں(۱۲)فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت یا سورت کو بار بار پڑھنا (۱۳)سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانااور اگر عذر ہو تو معافی ہے۔ (۱۴)رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا (۱۵)ثناء ، تعوذ، تسمیہ اور آمین زور سے کہنا (۱۶)اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا (۱۷) بغیر عذر دیوارر وغیرہ پر ٹیک لگانا (۱۸)رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھنا (۱۹)سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا (۲۰)آستین بچھا کر سجدہ کرنا ، ہاں اگر گرمی سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو حرج نہیں (۲۱)امام مقتدی کو آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا اور منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے۔ (۲۲)دائیں بائیں جھومنا اور ترواخ یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر ، یہ سنت ہے (۲۳)اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا (۲۴)نماز میں آنکھیں بند رکھنا مگر جب کھلی رہنے میں خشوع و

خضوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے (۲۵)سجدہ وغیرہ میں انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا (۲۶) امام کو تنہا دروں یا محراب میں کھڑا ہونا اور اگر باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کیا یا اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں مسجد ہی تنگ ہو تو کوئی کراہت نہیں (۲۷)پہلی جماعت کے امام کو محراب یعنی وسط مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہونا (۲۸)امام کاتنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا جبکہ بلند قلیل ہو ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔ (۲۹)بلا ضرورت امام کا نیچے اور مقتدی کا بلند جگہ پر ہونا (۳۰)مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینا (۳۱)جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا اور شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ (۳۲)سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست کا ہونا۔ (۳۳)ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہے۔ (۳۴)مرد کا سجدہ میںران کو پیٹ سے چپکا دینا (۳۵)ایسی چیز کے سامنے نماز پڑھنا جو دل کو مشغول رکھے۔

سانپ وغیر کے مارنے کے لیے جبکہ ایذاء کا صحیح اندیشہ ہو یا بھاگے ہوئے جانور کو پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھڑئیے کے حملہ کرنے کے خوف سے یا جبکہ اپنے یا پرائے ایک درم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً چور اچکا کوئی چیز لے بھاگا تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے ، اور پیشاب پاخانہ وغیرہ معلوم ہوا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگی دیکھی جو نماز میں معاف ہے مثلاً نجاست غلیظہ ایک درم سے کم ، تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطیکہ جماعت اور وقت فوت نہ ہو، ہاں پاخانہ پیشاب کی حالت شدید معلوم ہو تو جماعت کے فو ت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ وقت فوت ہونے کا لحاظ ہوگا۔ اور اگر کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو۔ یا آگ سے جل جائیگا یا اندھا راہگیر کنوئیں میں گر ا چاہتا ہے تو ان صورتوں میں نماز توڑنا واجب ہے جبکہ یہ اس کے بچانے اور مدد کرنے پر قادر ہو۔

ANS 03

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: يَا أَبَا ذَرٍّ، لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ خَيْرٌ لَکَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِاءَةَ رَكْعَةٍ، وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه. وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! تم اس حال میں صبح کرو، کہ تم (رات بھر جاگ کر) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھ لو تو یہ تمہارے لئے سو رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ تم اس حال میں صبح کرو، کہ (اس دوران) تم علم کا ایک باب سیکھ لو چاہے اس پر عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو تو یہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعت نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔

اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام منذری نے فرمایا ہے: اس کی سند حسن ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجَرِهِ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ. فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُوْنَ اللهَ وَالْأُخْرٰى يَتَعَلَّمُوْنَ وَيُعَلِّمُوْنَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله

عليه وآله وسلم: كُلٌّ عَلَى خَيْرٍ. هٰؤُلَاءِ يَقْرَؤنَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُوْنَ اللهَ. فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ. وَهٰؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُوْنَ وَيُعَلِّمُوْنَ. وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا. فَجَلَسَ مَعَهُمْ.

رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه.

ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ ا کے) دو حلقے دیکھے۔ ایک حلقہ کے لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور دوسرے حلقہ کے لوگ تعلیم و تعلم میں مصروف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں نیکی کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ اس حلقہ والے قرآن پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں۔ وہ اگر چاہے تو انہیں عطا فرما دے اور اگر چاہے تو عطا نہ فرمائے۔ دوسرے حلقہ والے لوگ تعلیم و تعلم میں مشغول ہیں۔ اور میں معلم بنا کر ہی مبعوث کیا گیا ہوں۔ (یہ فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان (تعلیم و تعلم والے اصحاب) کے ساتھ تشریف فرما ہوگئے۔

اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنهما قَالَا: بَابٌ مِنَ الْعِلْمِ يَتَعَلَّمُهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ تَطَوُّعٍ.... وَقَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: إِذَا جَاءَ الْمَوتُ طَالِبَ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ مَاتَ شَهِيْدًا.

رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ.

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ذر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کسی آدمی کا علم کا ایک باب سیکھنا ہمارے نزدیک ایک ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔... (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ) دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب طالب علم کو موت آئے اور وہ اسی (حصول علم میں مصروفیت کی) حالت میں ہو تو اس کی موت شہید کی موت ہے۔

اسے امام ابن عبد البر نے روایت کیاہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُمَا رضى الله عنهما قَالَا: لَأَنْ أَعْلَمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ فِي أَمْرٍ وَنَهْيٍ أَحَبُّ إِلَيَ مِنْ سَبْعِينَ غَزْوَةً فِى سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

رَوَاهُ الْخَطِيْبُ.

ایک روایت مینحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اوامر و نواہی کے علم کا ایک باب سیکھنا مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے گئے ستر غزوات سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

اِسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

فَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الأَنْصَارِيَّ ـ رضى الله عنه ـ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتِ الأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَىَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ

رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَىَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " سَأَفْعَلُ ". فَغَدَا عَلَىَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُو بَكْرٍ ـ رضى الله عنه ـ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ " أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ ". فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ، فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرٍ يُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَيْتِي فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لاَ أَرَاهُ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لاَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لاَ تَقُلْ ذَاكَ أَلاَ تَرَاهُ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ. يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ ". فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لاَ نَرَى وُدَّهُ وَلاَ حَدِيثَهُ إِلاَّ إِلَى الْمُنَافِقِينَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ. يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ ". قَالَ مَحْمُودٌ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ، فَأَنْكَرَهَا عَلَىَّ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ. فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَىَّ فَجَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَىَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ ـ رضى الله عنه ـ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ، فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ، فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلاَةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا، ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ.

محمود سے روایت ہے انہوں نے عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے کہتے تھے میں اپنی قوم بنو سالم کی امامت کیا کرتا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان میں ایک نالہ تھا جب بارش ہوتی تو اس نالے سے پار ہونا اور ان کی مسجد کی طرف جانا مجھ کو مشکل ہوجاتا۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں اپنی بینائی میں فطور پاتا ہوں اور جب بارش ہوتی ہے تو جو نالہ میرے اور میری قوم کے بیچ میں ہے بہنے لگتا ہے اس سے پار ہونا مجھ کو مشکل ہوجاتا ہےمیں چاہتا ہوں آپ ﷺ تشریف لائیں اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجیئے میں اس کو نماز کی جگہ مقرر کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ضرور آؤں گا (ان شاءاللہ) پھر صبح کو آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت میرے پاس اس وقت آئےجب دن چڑھ گیا تھا آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی۔آپ ﷺ بیٹھے بھی نہیں اور فرمانے لگے: تم کس جگہ اپنے گھر میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں۔ میں نے ایک جگہ بتلادی جو مجھ کو پسندتھی کہ آپ ﷺ وہاں نماز پڑھیں آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور ہم لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔ ہم نے بھی آپ ﷺ ﷺ کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیردیا۔ میں نے آپ ﷺ کو حلیم کھانے کیلئے روک لیا جو تیار ہورہا تھا۔ محّلہ والوں نے جب سنا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ہیں تو کئی آدمی ان میں سے آگئے اور گھر میں بہت سے آدمی اکھٹے ہو گئے۔ ان میں سے ایک بولا مالک بن دخشن کہاں ہے وہ دکھائی نہیں دیتادوسرا بولا: چھوڑو! وہ تو منافق ہے، اس کو اللہ اور

رسول ﷺ سے محبت کہاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی بات مت کہو کیا تم نے اس کو لاالہ الا اللہ کہتے نہیں دیکھا آخر وہ اللہ ہی کیلئے یہ کہتا ہے تب وہ کہنے لگا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں ہم تو (ظاہر میں) اللہ کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ اس کی دوستی اور بات چیت منافقوں ہی سے رہتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی خالص اللہ کی رضامندی کیلئے لا الہ الااللہ کہے اس کو اللہ نے دوزخ پر حرام کردیا ہے۔محمود بن ربیع نے کہا: میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی بھی تھے اس لڑائی میں جس میں انہوں نے انتقال فرمایا ملک روم میں اور یزید بن معاویہ کا بیٹا ان کا سردار تھا ابو ایوب نے اس کا انکار کیا (کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے) اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی یہ فرمایا ہوگا جو تم نے بیان کیا۔ مجھ کو ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری۔ میں نے اللہ کی منت مانی اگر وہ مجھ کو اس جہاد سے سلامتی کے ساتھ گھر لوٹائے گا اور عتبان بن مالک کو ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پاؤں گا تو (دوبارہ) ان سے یہ حدیث پوچھوں گا۔ آخر میں جہاد سے لوٹا اور میں نے حج یا عمرے کا احرام باندھا۔ پھر (فارغ ہوکر) چلا اور مدینہ میں آیا، بنو سالم کے محلہ میں دیکھا تو عتبان بوڑھے نابینا ہوگئے ہیں اور اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور بیان کیا میں فلاں شخص ہوں۔ پھر میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی پھر انہوں نے اسی طرح بیان کی جس طرح پہلی بار مجھ سے بیان کی تھی۔

ANS 04

وہ جگہ جہاں انسان پیدا ہوا ہو اور اس کو چھوڑا نہ ہو یا وہ جگہ جہاں مستقل رہائش اختیار کر لی جائے یا وہ جگہ جہاں بیوی بچوں کو مستقل رہائش دے رکھی ہو اس کو ”وطن اصلی“ کہا جاتا ہے۔ایسے تمام مقامات پرمکمل نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ کسی جگہ عارضی طور پر پندرہ یا اس سے زائد دن کی نیت سے ٹھہرا جائے تو اس کو ”وطن اقامت“ کہتے ہیں۔ اس جگہ پر بھی مکمل نماز ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر اس مقام کو چھوڑنے کی نیت سے سفر کیا جائے تو یہ ”وطن اقامت“ ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ وہ شخص جو ملازمت وغیرہ کے سلسلہ میں کسی جگہ رہائش پذیر ہو اور وہاں ضروریات کا ذاتی سامان بھی موجود ہو اس مقام سے ایک دودن کے لئے سفر کرنے سے یہ وطن اقامت ختم نہیں ہوتا وہاں آنے پر مکمل نماز ادا کرنا ضروری ہوگا۔ جس جگہ آدمی محض ملازمت کی وجہ سے قیام پذیر ہو، وہاں اس کی مستقل قیام اور رہائش کی نیت نہ ہو تو وہ وہ جگہ ملازم کے لیے وطن اصلی نہیں ہوگی خواہ وہ شخص وہاں معہ اہل وعیال مقیم ہو یا اہل وعیال کے بغیر تنہا مقیم ہو؛ البتہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی صورت میں وہ وطن اقامت ہوگی اور وطن اقامت مطلق سفر شرعی سے باطل ہوجاتا ہے خواہ اس جگہ دوبارہ واپسی کا ارادہ ہو یا نہ ہو، نیز معہ جملہ سازو وسامان سفر کیا جائے یا کچھ سامان کے ساتھ یا تنہا بغیر سامان کے سفر کیا جائے ، بہر صورت مطلق سفر شرعی سے وطن اقامت باطل ہوجاتا ہے ، راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے اور کتب فقہ کے متون میں ایسا ہی ہے ؛ اس لیے صورت مسئولہ میں حامد جب بھی جائے ملازمت سے سفر شرعی پر جائے گا تو اس کا وطن اقامت باطل ہوجائے گا اور آئندہ اگرپندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت سے جائے ملازمت پر آتا

ہے تو وہ مقیم ہوگا ورنہ مسافرر ہی رہے گا۔اکابر علمائے دیوبند کا یہی مسلک اور عمل ہے اور اصول افتا کی روشنی میں بھی یہی صحیح اور درست ہے (امداد المفتین، ص: ۳۲۱، ۳۲۲، سوال: ۲۵۱، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی، فتاوی محمودیہ ۷:۴۹۱ - ۴۹۴، سوال: ۳۵۸۸- ۳۵۹۱،مطبوعہ: ادارہ صدیق ڈابھیل، فتاوی رحیمیہ جدید، ۵: ۱۷۷، سوال: ۲۲۵، مطبوعہ: دار الاشاعت کراچی، وغیرہ)۔ اور ایک دوسرے دارالافتاء کا فتویٰ مندرجہ زیل ہے وطن اقامت کے بارے میں فقہ حنفی کی کتابوں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے بنیت سفر نفس خروج ہی وطن اقامت کے لئے مبطل ہے ' جیساکہ الدر المختار ج:۲'ص:۱۳۲ باب صلاۃ المسافر میں ہے : (و)یبطل (وطن الاقامة بمثلہ و) بالوطن الاصلی (و) بانشاء (السفر)۔ اور فتاویٰ ہندیہ الباب الخامس عشر' ج:۱' ص:۱۴۲ میں ہے : ووطن الاقامة یبطل بوطن الاقامة وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی ہکذا فی التبیین۔ اسی طرح حلبی کبیر: فصل فی صلاۃ المسافر : ص:۵۴۴' ط: سہیل اکیڈمی میں ہے ۔ مذکورہ بالا عبارات فقہیہ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقیم آدمی اگر بنیت سفر وطن اقامت سے چلا جائے تو دو بارہ جب اس وطن اقامت میں پندرہ دن سے کم کی نیت کرکے آئے گا تو وہ مسافر رہے گا اور قصر نماز پڑھے گا' لیکن ان عبارات فقہیہ کی صحیح مراد سمجھنے کی ضرورت ہے ۔ وہ یہ کہ عبارات فقہیہ پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض سفر کرنا ہی وطن اقامت کے لئے مبطل نہیں ہے یعنی وطن اقامت محض سفر کرنے سے باطل نہیں ہوتا' بلکہ سفر بصورت ارتحال مبطل ہے یعنی یہ بطلان اس وقت ہوگا جب کہ وطن اقامت سے جاتے وقت اپنا سامان وغیرہ بھی ہمراہ لیجاکر وطن اقامت کو بالکلیہ ختم کردے ' جس سے یہ سمجھا جائے کہ مذکورہ شخص کا ارادہ فی الحال دو بارہ یہاں آنے کا نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا' کیونکہ وطن اصلی سے سفر کرنا وطن اصلی کے چھوڑنے پر دلالت نہیں کرتا' بلکہ اہل وعیال وغیرہ کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جانے والا اس مقام پر دوبارہ واپس آنے کے ...کہ جانے والا اس مقام پر دوبارہ واپس آنے کے قصد وارادہ سے جارہا ہے ' لہذا اگر وطن اصلی سے جانے والا کوئی شخص اہل وعیال سمیت چلا جائے اور کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنالے اور پہلے والے وطن اصلی کو بالکلیہ ختم کردے تو ایسی صورت میں پہلے والے وطن اصلی کی وطنیت بھی ختم ہوجاتی ہے ' یہ بات کتب فقہ میں مصرح ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بطلان وطن کا مدار ترک وطن یا اعراض عن التوطن پر ہے ' محض خروج بنیت سفر پر نہیں' پس جس خروج سے بھی ترک توطن کا عزم کرلیا اور وہاں سے نکل پڑا اور اس وطن کی رہائش بالکلیہ ختم کردی' یا کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنالیا' تو وہ وطن باطل ہو جائے گا' خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت ہو۔ البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کرنے میں عام طور پرایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں وطنوں کے متعلق حکم مختلف ہوا کرتا ہے 'وہ یہ کہ : وطن اصلی سے سفر عام حالات میں بدوں ارادہ ترک وطن ہوتا ہے یعنی کسی حاجت وغیرہ کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے پھر واپس اسی وطن پر آنا ہوتا ہے اور یہ سفر بصورت ارتحال نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف وطن اقامت سے سفر عموماً بارادہ ترک وطن ہوتا ہے ' کیونکہ اصلی رہائش تو کسی اور جگہ ہوتی ہے ' یہاں ضرورت کے لئے قیام تھا' ضرورت پوری ہونے پر یہاں سے جانا ہوتا ہے '

اس فرق کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سفر وطن اقامت کے لئے مبطل ہے ' پس متون کی تعبیر سفر کے اسی فرد مطلق کے بارے میں ہوگی' تمام سفروں کے بارے میں نہیں ہوگی بدائع کی تعلیل سے یہی معلوم ہوتا ہے ' ملاحظہ ہو: وینقض بالسفر ایضا' لان توطنہ فی ہذا المقام لیس للقرار' ولکن لحاجۃ' فاذا سافر منہ یستدل بہ علی قضاء حاجتہ فصار معرضا عن التوطن بہ فصار ناقضا لہ دلالۃ۔ امام کاسانی کی مذکورہ تعلیل سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وطن اقامت کو باطل کرنے والے سفر سے مراد یہ ہے کہ اب یہاں رہائش کی حاجت نہ رہے اور جانے والا اس مقام کی وطنیت کو ختم کردے اور یہ اس سفر میں ہوتا ہے جو کہ بصورت ارتحال ہوتا ہے اور وطن اقامت میں کچھ بھی نہ رہے ۔ اس کے برخلاف جس شہر یا جگہ میں کامل رہائش ہے ' رہائش کی نیت بھی ہے اور رہائش کا سامان بھی وہی ہیں' اگرچہ وہ اس کا وطن اصلی نہیں ہے تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شخص نے اپنا وطن اقامت ختم نہیں کیا۔ صاحب بحر نے تصریح کی ہے کہ بقاء ثقل یعنی سامانِ رہائش وغیرہ کے باقی رہنے سے وطن اقامت باقی رہتا ہے ' اگرچہ دوسری جگہ سفر اختیار کرلے ۔

ANS 05

استسقاء کے معنی ہیں بارش یا سیرابی مانگنا۔ شریعت میں دعائے بارش کو استسقاء کہتے ہیں جوضرورت کے وقت کی جائے۔ استسقاءکی تین صورتیں ہیں:صرف دعائے بارش کرنا، نوافل پڑھ کر دعاکرنا،باقاعدہ جنگل میں جاکرنماز باجماعت پڑھنا بعد نماز خطبہ اور بعدخطبہ دعا مانگنا،چادر الٹی کرنا یہ تینوں طریقے حضورصلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں،یہ نماز تین دن تک پڑھی جائے۔ خیال رہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے نماز استسقاء کا انکارنہیں کیابلکہ حصر کا انکار کیا ہے کہ استسقاءصرف نماز سے ہی نہیں ہوتا اور دوسرے طریقے سے بھی ہوتاہے۔

خشک سالی اور بارش نہ ہونے کے وقت میں کھلے میدان میں یہ نماز ادا کی جاتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی وانکساری سے گڑگڑاتے ہوئے بارش طلب کی جائے۔ اورنماز کے لیے نکلتے وقت پرانے کپڑے پہننے چاہئیں۔

عبد اللہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کے بارے میں کہتے ہیں: خرج رسول اللہ ! متبذلا متواضعا متضرعا حتى أتى المصلى

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہنے، آہستگی سے چلتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے نکلے اور نماز کی جگہ پر پہنچے۔

نمازِ استسقاء سے پہلے روزہ رکھا جائے، توبہ میں جلدی کی جائے، بقدرِ استطاعت ظلم روکنے کی پوری کوشش کی جائے، ایک دوسرے پربرتری نہ جتائی جائے، نمازِ استسقاء کے لیے نکلنے سے پہلے غسل کیاجائے، خاموشی کی عادت بنائی جائے اور اُس حالت پرغوروفکرکیاجائے جس کی وجہ سے بارش روک دی گئی،ان گناہوں کا اعتراف کیا جائے جن کی وجہ سے یہ سزا ملی اور آئندہ ان گناہوں کونہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے، خطبہ سننے کے لیے خاموشی اختیارکی جائے، تکبیرات کے درمیان میں کثرت سے تسبیحات وغیرہ کی

جائیں،استغفارکی کثرت کی جائے،اوردعاکرتے ہوئے چادر کوپلٹ دیاجائے یعنی اوپرکاکنارہ نیچے اورنیچے کااوپرکردے کہ حال بدلنے کی فال ہو

بارش کی سخت ضرورت کے وقت صلاۃ استسقاء پڑھنا مستحب ہے اور اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ امام ایک دن متعین کرے اس دن سب لوگوں کو لے کر نہایت تواضع انکساری کے ساتھ جنگل پہنچے، وہاں دو رکعت نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھائے، جن میں جہراً قرأت کرے، نماز کے بعد خطبہ دے اور خطبہ کی ابتداء میں چادر پلٹے، پھر قبلہ رو کھڑے ہوکر ہاتھ اٹھاکر دعا مانگے، سب لوگ بیٹھ کر آمین کہیں۔

استسقاء کے لیے تین روز مسلسل نکلنا مستحب ہے۔ قال في شرح المنية بعد سوقہ الأحاديث والآثار: فالحاصل: أن الأحاديث لما اختلفت في الصلاة بالجماعة وعدمها على وجہ لا يصح بہ إثبات السنّية لم يقل أبو حنيفة بسُنّيّتها، ولا يستلزم منها قولہ بأنها بدعة كما نقلہ عنہ بعض المتعصبين بل ہو قائل بالجواز اھ قلت: والظاہر أن المراد بہ الندب والاستحباب لقولہ فی الہداية: قلنا إنہ فعلہ عليہ الصلاة والسلام مرذة وتركہ أخرى فلم يكن سنةً اھ لأن السنة ما واظب عليہ والفعل مرّة مع الترك أخرى يفيد الندب تأمل... بأن يصلي بہم ركعتين يجہر فيہما بالقراء ة بلا أذان ولا إقامة ثم يخطب بعدہا قائما على الأرض معتمدا على قوس أو سيف أو عصا خطبتين عند محمد وخطبة عند أبي يوسف. حلية.. يقلب الإمام ردائہ إذا مضى صدر من الخطبة ويستحق الخروج للاستسقاء ثلاثة أيام متابعان.